منظوم تاریخ ہند

یعنی

ہندوستانی شاہنامہ

حصّہ اوّل

از جناب حکیم حافظ بشیر محمد خاں صاحب مسلم دہلوی

خواجہ حسن نظامی دہلوی نے باخذ

حق تصنیف شائع کیا

جون ۱۹۲۷ء

مطبوعہ دلی پرنٹنگ ورکس دہلی

طبع اوّل قیمت ۳/

ہندوستانی شاہنامہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ میری مدت کی آرزو پوری ہوئی۔ اور اردو نظم میں ہندوستانی تاریخ مرتب ہوگئی عرصہ سے میرا خیال تھا کہ جس طرح فردوسی نے ایران کی تاریخ فارسی نظم میں لکھی ہے اسی طرح مختصر طور پر ہندوستان کی تاریخ اردو نظم میں قلمبند کی جائے۔ مگر نظم اس قسم کی ہو جسمیں فردوسی کے شاہنامہ کی طرح واقعات رزم و بزم کو نہایت موثر مگر صاف سلیس طریقہ سے بیان کیا جائے فردوسی کے شاہنامہ میں طوالت زیادہ ہے اور معمولی واقعات کو فردوسی نے بہت پھیلا کر اور بڑھا کر لکھا ہے۔ مگر ہندوستانی شاہنامہ میں میری خواہش تھی کہ اس قسم کی طوالت نہ ہو۔ اور باوجود اختصار کے رزم و بزم کی تمام کیفیات اچھی طرح نمایاں ہو جائیں۔

جہانتک مجھے معلوم ہے اردو زبان میں آج تک ہندوستان کے تاریخی حالات اس طریقہ سے مرتب نہیں ہوئے جس طریقہ سے کہ یہ ہندوستانی شاہنامہ لکھا گیا ہے۔

میں حکیم حافظ بشیر محمد خاں صاحب مسلم کا ممنون ہوں کہ انھوں نے بڑی محنت اور تلاش کے ساتھ ہندوستانی شاہنامہ لکھنا شروع کر دیا اور اُس کے کئی حصے تیار بھی ہو گئے۔

پہلے حصہ میں حضرت نوح ؑ کے فرزندوں تک کا تذکرہ ہے اور دوسرے میں راجہ بالدیو تک کا حال ہے جو ایران کے بادشاہ خسرو پرویز کا ہمعصر تھا۔ اسی طرح ہر حصہ میں بعد کے حکمرانوں کا حال ہے جنکی حکومت ہندوستان میں ہوئی۔

یہ ہندوستانی شاہنامہ الگ الگ حصوں میں اس واسطے شائع کیا جاتا ہے کہ ہندو مسلمان

بچے اسکو پڑھکر اپنے ملک کی ابتدائی تاریخ سے واقف ہوں کیونکہ نظم کے سبب تاریخی واقعات جلدی یاد ہو جاتے ہیں ؛

حکیم صاحب نے یہ شاہنامہ نہایت معتبر تاریخوں سے تیار کیا ہے اور اس میں کوئی بات غلط اور تاریخ کے خلاف نہیں ہے ؛

اور سب سے بڑی خوبی اس شاہنامہ میں یہ ہے کہ بڑے بڑے واقعات کو بچوں کی سمجھ کے موافق بہت مختصر اور سمجھ میں آنے والے ڈھنگ سے لکھا گیا ہے ؛

حکیم صاحب کا بڑا کمال اس شاہنامہ میں یہ نظر آئیگا کہ انھوں نے رزم و بزم کے مناظر نہایت عمدگی سے دکھائے ہیں - اردو زبان میں غالباً حکیم صاحب کی یہ پہلی یادگار ہے - اس کے قبل کسی شخص نے تاریخی واقعات رزم بزم کو اس عمدگی سے بیان نہیں کیا تھا کہ نظم میں کہیں شاعرانہ مبالغہ معلوم نہیں ہوتا - اور بہت ہی سیدھے سادے عام فہم انداز میں تاریخی واقعات کو قلمبند کر دیا گیا ہے ؛

حکیم صاحب نے اس شاہنامہ کا حق تصنیف مجھکو ہبہ کر دیا ہے ؛

دُعاگو

حسن نظامی

درگاہ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رض

دھلی

۲۴ رمئی سنہ ۱۹۲۷ء

فہرست حصہ اول شاہنامہ معہ تعداد اشعار

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حمد و ثنائے باریتعالےٰ

خدایا تری ذاتِ والا تبار
ازل سے ہے قائم بعزّ و وقار

تو یکتا ہے اے خالقِ ذوالمنن
نہیں تیری وحدانیت میں سخن

ہر اک شے میں ظاہر ترا نور ہے
یہ عالم تمام اُس سے معمور ہے

کیا تو نے اعزازِ انساں بلند
ملائک کو اس سے کیا بہرہ مند

وہ حور و قصور اور خلدِ بریں
مہ و مہر اور آسمان و زمیں

اسی کے لیئے تو نے پیدا کیئے
جہاں کے تحائف ہویدا کیئے

غرض نسلِ آدم نے نزدیک و دور
بصد عزّت و شان پایا ظہور

عیاں صورتِ حکمرانی ہوئی
شریک اُس کی کشور ستانی ہوئی

وہ مردانِ جنگ اور گردن فراز
نہیں رہ سکے عزم جرأت سے باز

کیومرث و طہمورث دیو بند
عجم میں تھے با طالع ارجمند

فریدوں ہوا اور کوئی جم ہوا
کوئی سام اور کوئی رستم ہوا

ہوا کوئی کاوہ کوئی ان میں طوس
سیاوش ہوا اور کوئی اشکبوس

منوچہر و نوذر ہوئے شہریار
رہے مستعد بر سر کارزار

کوئی گیو و گودرز و بیژن ہوا
ہر اک گرز مثل تہمتن ہوا

ہوا کوئی خسرو کوئی کیقباد
عدالت کی جرأت کی دی سب نے داد

کبھی لشکر شاہ ایراں سجا
کبھی کوس افراسیابی بجا

فرامرز و سہراب و برزو ہوئے
جہاں میں یہ مشہور ہر سو ہوئے

وہ پیران و گرگین اور پیلسم
ہوئے پہلوانان اہل حشم

بجز ان کے کثرت سے اتراک تھے
ہوئے خوں گرانی میں بیباک تھے

کوئی ابن یوسف تھا حجاج نام
وہ اہل عرب میں تھا مشہور عام

ہلاکو تھا چنگیز خونخوار تھا
کہ جابر تھا اور مردم آزار تھا

اسی طرح ملکوں میں بازور و شور | ہوئے اہلِ غزنیں بھی اور اہلِ غور

تھے اہلِ خلج اہلِ تغلق تمام | ہوئے لودی و سور تھے لاکلام

جو نامی تھے تیمور نادر ہوئے | یہ تھے حکمرانی پہ قادر ہوئے

تھے بابر ہمایون و شاہِ جہاں | قوی ان میں تھا اکبرِ حکمراں

بہر طور عالم میں ہر ایک یل | کہ رکھتا جبیں پر تھا جرأت کا بل

قوی تھا کسی سے کسی سے تھا پست | کبھی فتح پاتا تھا گاہے شکست

یہی پیش آتا تھا لیل و نہار | قضا و قدر پر نہ تھا اختیار

نئی تھی ہر اک پہلواں کی امنگ | بدلتا رہا ہر زمانہ کا رنگ

تری قدرتیں آشکارا رہیں | بشانِ دگر جلوہ آرا رہیں

ترے حکم سے کامیابی مدام | مقاصد کا کرتی رہی انضمام

نعتِ حضرت سرورِ کائنات احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

شہِ دوسرا ہیں رسولِ جلیل | سراپا ہیں اوصاف میں بے عدیل

بشیر النذیر آپکا ہے لقب — رہے آپ ہر دم ثنا خوانِ رب

پیمبر کوئی ان سے بڑھ کر نہیں — کوئی ایسا سردار و سرور نہیں

بزرگی کی کامل ہے یہ اک دلیل — کہ محکوم ان کے رہے جبرائیلؑ

ہوئی ان کو معراج باصد وقار — ہوا ہمکلام ان سے پروردگار

اشارہ سے انگشت کے خاص کر — ہوا تھا عیاں ان سے شق القمر

پس و پیش سے مردموں پر مدام — نظر ڈالتے تھے یہ والا مقام

شفاعت سے ان کی بروز جزا — گنہگاروں کو بخشدے گا خدا

الٰہی درود اپنے حضرت پہ تو — محبت سے پہنچا بطرز نکو

ذکر سبب تالیف و تصنیف کتاب

جو ہیں نکتہ سنج اور نکتہ شناس — یہ خدمت میں اُن سبکی ہے التماس

کہ علم ضروری سے یہ بے ہُنر — بتاثیر عالم نہ ہے بہرہ ور

مگر ہے جو خاصیتِ آب و گِل — تو مائل ہے کچھ نظم لکھنے پہ دل

کہ ہے شعر گوئی میں حصہ مرا — قدامت سے ہے اسمیں ورثہ مرا

اب وجد کو میرے تھا اس میں مذاق — تخلص تھے وصل و وصال اور فراق

انہیں کا غرض نام لے کر یہاں — بحکمِ خداوندِ کون و مکاں

اٹھایا ہے اوّل ہی اوّل قلم — یہ رہتی ہے ہر وقت فکر اہم

کہ ایسا نہو یاوہ گوئی مری — دکھائے مجھے روئے شرمندگی

ولیکن ہے عقل و خرد سے یہ دور — کہ ہو طعن کا مبتدی پر ظہور

سخن کی تھی پیشِ نظر روشنی — یہ پھر طبع میں فکر پیدا ہوئی

کہ تجھکو ہے تاریخ بینی کا شوق — لکھے نظم میں گر اُسے تو بذوق

تو عالم میں تیری نشانی رہے — زبانوں پہ سچی کہانی رہے

جما صفحۂ دل پہ یہ رنگ تھا — مگر ذہن آئینہ ساں زنگ تھا

کہ ہو کس طرح جلوہ گر یہ خیال — نظر آئے کیونکر یہ زیبا جمال

مضامین تاریخ صحت کے ساتھ — کروں نظم پیہم سلاست کے ساتھ

کروں کونسی قسم نظم اختیار — کہ جس میں ہوا احوال سب آشکار

مسمط مسدّس قصیدہ غزل — کسی سے نہ ہو سکتی مشکل یہ حل

کہ آسانی سے مختلف واقعات — بیاں ہوتے ربط و تسلسل کے ساتھ

بہت غور کے بعد جز مثنوی — کسی پہ نہ اپنی طبیعت جمی

ہوئیں گو کہ اس میں بھی دشواریاں — اُٹھانا پڑا دل پہ بارِ گراں

مگر شوق و ہمّت کے بل پر قلم — لیا ہاتھ میں میں نے بہرِ رقم

خداوند کی بھی عنایت ہوئی — کہ پیدا زباں میں طلاقت ہوئی

نہ کچھ شاعری سے سروکار ہے — نہ اپنی لیاقت کا اظہار ہے

نہ دیو و پری کا یہ افسانہ ہے — نہ اس میں کوئی رنگ مستانہ ہے

نہ عشق و محبّت کی ہے داستاں — نہ یہ وصل اور ہجر کا ہے بیاں

جو تاریخی احوال ہے سربسر — ہوا ہے وہ اشعار میں جلوہ گر

بترکیب و ترتیب رسمِ عوام — رکھا ہند کا شاہنامہ ہے نام

جو مردانِ غزنیؔ و غوری لقب
خلج تغلق و نیز لودی ہیں سب

ازاں بعد اولاد تیمور کا
بیاں نظم میں ہے مسلسل لکھا

اسی طرح سے پھر بغور اور فکر
لکھا ہے تمام اہلِ لندن کا ذکر

اب آغاز کرتا ہوں اس کام کو
سنبھالے خدا اس کے انجام کو

ذکر ابتدائے آفرینش و حضرت ابو البشر سیدنا مہتر آدم علیہ السلام

مورّخ تمام اور اہلِ قلم
یہ کرتے ہیں احوالِ گیتی رقم

کہ عالم کی جب آفرینش ہوئی
جلوریز کُل عقل و دانش ہوئی

تو روزِ ازل تھا ازل سے عیاں
نہ تھا اُس کے آغاز کا کچھ نشاں

نہ ممکن تھا پہلے کوئی ممکنات
فقط تھی خداوند کی ایک ذات

کسی چیز ہی کا نہ تھا جب ظہور
کیا حق نے پیدا احمدؐ کا نور

جو میداں تھا اک عالمِ قدس کا
وہاں تربیت نور پاتا رہا

وہ تسبیح و تقدیس میں تھا مدام
سجود اور قعود اُسکا شیوہ تھا عام

ہوئے سال جب اُسکو چندیں ہزار
تو ارض و سما کو کیا آشکار

بنے عرش و کرسی و لوح و قلم
ہر اک شے نمایاں ہوئی دمبدم

بہشت اور دوزخ ہویدا ہوئے
ملک اور جنّات پیدا ہوئے

رہے آسماں پر فرشتے سبھی
زمیں پر جنوں کی سکونت ہوئی

جنوں میں تھا جن ایک باآبرو
کہ حاصل تھی اُس کو اطاعت کی خو

بسریانی و نیز عبری زباں
عزازیل و حارث تھے نام اُسکے واں

ابو مُرّہ کنیت مدام اُس کی تھی
ہوئی شہرتِ علمِ عام اُس کی تھی

مُقرّب تھا وہ پیشِ ربّ العُلیٰ
فلک پر بھی جاتا تھا صبح و مسا

بصد عزّت و عظمت و احترام
معلّم ملائک کا تھا لاکلام

گیا اُس کو جس دم زمانہ گذر
ہوا فہم کا اُس کی زائل اثر

ہوئی الغرض عقل و دانش بھی کم
بھرا اُس نے کبر و رعونت کا دم

حماقت سے آخر وہ کہنے لگا
کہ سب سے بڑا مرتبہ ہے مرا

مرا حکم کل آسمانوں پہ ہے
نظر کل بہشتی خزانوں پہ ہے

بزرگی میں سب سے زیادہ ہوں میں
معزز ہوں اور باارادہ ہوں میں

سمجھ کر نہ شکر اور کفران میں فرق
ہوا پھر وہ دریائے نخوت میں غرق

تو حق نے فرشتوں سے پھر یہ کہا
کہ اب میں بروئے زمیں برملا

خلیفہ بناتا ہوں خود بہر کار
بڑھاتا ہوں پھر اُس کا عزّ و وقار

تھا موجود اُس دم عزازیل بھی
یہ سُنکر کوئی اُس نے پروا نہ کی

مگر کُل فرشتے ہوئے بدحواس
ہر اِک نے بہم ملکے کی التماس

کہ اے مالکِ آسمان و زمیں
کرے گا جو تو شخص ایسا مُعیں

کہ وہ خونِ ناحق کا شام و سحر
رہے مُرتکب از رہِ شور و شر

تو ہو اُس کا دشوار ترا انتظام
ملائک کو لینا پڑے انتقام

ثنا گو ترے ہم ہیں اے کردگار
ترا شکر کرتے ہیں لیل و نہار

عبادت سے ہے طبع خوگر ہوئی
یہ عادت ہے ہم سب کی رہبر ہوئی

نہ بڑھ کر کوئی ہم سے طاعت میں ہے
ہمیں عذر اُس کی خلافت میں ہے

ہوا اُن سے پھر یہ مکرر خطاب
کہ قابل سماعت نہ ہے یہ جواب

جو ہیں اسکے اسرار ہم پر عیاں
وقوف اُن سے رکھتے ہو تم سب کہاں

فرشتہ تھا نامی کوئی عزرائیل
ادیب و فہیم و ذکی و عقیل

اُسے حکم تازہ یہ صادر ہوا
کہ اِک مُشتِ خاک اب زمیں سے تو لا

تو اُس نے بھی جا کر بروئے زمیں
نہ اس کام میں ہو کے چیں بر جبیں

بتعمیلِ حکم اُس کے طبقات سے
جو اطراف و اکناف کُل اُسکے تھے

گریباں کیئے ایک دم اُنکے چاک
ہر اِک جا سے لی تھوڑی سی خاک

کوئی طائف و مکہ کے درمیاں
مقام ایک اُسلوب تر تھا عیاں

کیا واں یہ مخلوط جا کر اُسے
تو آیا خطاب خداوند اُسے

کہ جو قبض اس قبضۂ خاک کا
ترے ہاتھ سے یاں یہ ظاہر ہوا

تو جان اِسکی اور اسکی اولاد کی
رہے قبض کرنے یہ خدمت تری

غرض اُس کا قالب بنا کر شتاب
وہ جنّت میں لایا بکارِ ثواب

ہوا خشک قالب زرُوئے ادا
تو پہنچا اثر اُس میں پھر روح کا

یہاں تک کہ با شوکتِ عزّ و شاں
لباسِ حیات اُس نے پہنا وہاں

بڑھی دمبدم اُس کی توقیر بھی
پنہایا گیا حُلّۂ جنّتی

جمال اُس کی خلقت کا تھا جسقدر
سجا زیورِ علم سے سربسر

وہ موسوم باسمِ آدم ہوئے
مراتب میں سب سے معظم ہوئے

ہوا قدرتِ حق کا تھا مقتضی
اُنھیں واں پہ تعلیمِ اسما ہوئی

یہ کہنے لگے پھر ملائک بہم
کہ اسرارِ مخفی سے واقف ہیں ہم

ہر اِک شے کی رہتی ہے ہم کو تمیز
بھلا ہم سے کب ہوگا آدم عزیز

اُسی وقت از روئے انعامِ رب
ہوا پھر یہ آدم پہ الہامِ رب

کہ چیزیں ہیں جتنی فلک پر عیاں
ذرا اُن کے تو نام پوچھ اُنسے یاں

تو بولے فرشتوں سے وہ نیکنام
کہ گر تم ہو دعوے میں صادق کلام

تو چیزیں ہیں جتنی یہاں دلپسند — بتاؤ تم اُن کے ذرا نام چند

وہ سُنکر تحیر سے ان کا سوال — ہوئے منفعل اور پشیماں کمال

نہ ہرگز کوئی نام بتلا سکے — رسائی نہیں اس قدر پا سکے

تو آدم نے پاکر وہاں حکم رب — بتائے مسلسل انہیں نام سب

ہوا اُن پہ ناموں کا جب انکشاف — تو اس طرح سب نے کیا اعتراف

کہ تو پاک ہے اے خدائے کریم — تری ذات ہے خود علیم و حکیم

جو کچھ راز تعلیم تو نے کیے — نہ ہم اُن سے زائد ہیں کچھ جانتے

نہیں اور باتوں کی ہم کو خبر — تو دانا ہے قادر ہے ہر راز پر

کمی پر فرشتوں کی تفہیم تھی — ملی اُن کو آدم سے تعلیم تھی

تو آخر یہ اُس کا نتیجہ ہوا — اُسی وقت یہ حکم اُن کو ملا

کہ سجدہ کرو مل کے یاں پر اسے — قواعد بجا لاؤ تعظیم کے

وہ پاتے ہی یہ حکم پروردگار — جُھکے واں پہ سجدے میں با انکسار

مقرّب فرشتہ تھا اک اسرافیل
جھکا پہلے سجدہ میں وہ ہی عقیل

تو اوّل خداوند نے اُسکو ہی
حفاظت پہ قایم کیا لوح کی

جھکا جبرائیل اُس کی ہمراہ تھا
امین وحی وہ مقرر رہوا

ازاں بعد پھر کُل فرشتے جھکے
سبھوں نے بروّئے زمیں سر رکھے

عزازیل نے پر جھکایا نہ سر
وہ گویا ہوا اس طرح بے خطر

کہ ظاہر ہے خلقت مری آتشی
مگر اسکی خلقت ہے گل سے ہوئی

ہُویدا ہوا اس سے پہلے ہو میں
یہ پایا ہے نشو و نما بعد میں

مراتب میں یہ بیش مجھ سے نہیں
بلاشک ہوں میں اس سے افضل تریں

میں کس واسطے اس کو سجدہ کروں
عبث منفعل قوم سے اپنی ہوں

نہ بھایا خداوند کو یہ جواب
کیا اُسپہ نازل پھر اپنا عتاب

دکھا کر غضب سے نیا روز بد
دیا طوق لعنت اُسے تا ابد

وہ کُل اُس کا اعزاز بالا گیا
اُسی وقت واں سے نکالا گیا

وہ شکل اُسکی بدلی زروئے عتاب
ہوا نام ابلیس اُس کا شتاب

تھے جنّت میں آدم بہر روز و شب
میسّر تھا ہر وقت عیش و طرب

یہ چاہے تھا وہ قادرِ ذوالجلال
کہ قدرت سے اپنی برغبت کمال

پئے خاطرِ آدمِ نامور
کرے جُفت اُن کا عیاں جلد تر

ضرورت ہے آخر زروئے ادا
پھر اک وقت خواب انپہ طاری ہوا

تھی پہلوئے چپ اُنکے میں اُستخواں
اُسی میں سے حوّا ہوئیں پھر عیاں

جو بیدار آدم ہوئے خواب سے
تو دیکھا کہ اک قبّۂ نور ہے

بانعام و اکرام ربِّ انام
بنا ہے وہ حوّا کا دار القیام

یہ پھر ہمکلام اُن سے واں پر ہوئے
حقیقت سے ماہر سراسر ہوئے

خداوند نے پھر بلُطفِ اتم
شہادت فرشتوں کی لے کر بہم

عنایت سے خود آپ خطبہ پڑھا
عجب شان سے عقد اُن کا ہوا

کیا پھر خطاب اُس نے یہ بعد ازاں
کہ دونوں رہو شاد و خرّم یہاں

ہر اک چیز کھاتے رہو یا سرور
رکھو تحت میں اپنے حور و قصور

یہ جنت میں ہیں جسقدر نعمتیں
تصرف میں لاؤ برابر انہیں

ولیکن جو گندم کا ہے اک درخت
کہ یاں اسکا کھانا برائی ہے سخت

مدام اس سے رکھنا ذرا احتراز
کہ پنہاں ہے اس حکم میں ایک راز

مبادا کہ یہ حکم اپنے دل سے کہیں
جفا اپنی جانوں یہ کرنا نہیں

سنا جب یہ فرمانِ پروردگار
تو تعمیل پر وہ ہوئے استوار

عبادت سے کام اسکی پیہم رکھا
کسی بات کا ہی نہ پھر غم رکھا

نہ لاتے تھے دل میں خیالِ دگر
نہ ممنوعہ اشیا کے رہتے تھے سر

مگر تھا جو ابلیس پر مکر و زور
ہوا باغِ خلدِ بریں سے تھا دور

ہوا اسکا بغض و حسد تھا دو چند
خباثت شرارت پہ تھا کاربند

وہ داخل ہوا خلد میں با فریب
کہ دشوار تھا اسکو صبر و شکیب

یہانتک کہ پھر ورغلانا انہیں
کھلایا ہی گندم کا دانہ انہیں

یہ ظاہر ہوا جس کا انجام کار
کہ دونوں پہ لرزہ ہوا آشکار

گرے اُنکے وہ حلّہ ہائے بہشت
نظر آئے دونوں کو آثارِ زشت

جو لاحق تھے بیچارگی کے اُمور
درخت ان سے ہونے لگے دور دور

شجر تھا مگر ایک انجیر کا
وہ خواہاں نہ تھا ان کی تحقیر کا

ستر ڈھانکنے کا وہ انکے سبب
ہوا آخرش پھر بفرمانِ رب

ہوا پھر خداوند کا یہ خطاب
کہ جب ہم نے تجھکو کیا انتخاب

تو پھر زندہ کرکے گِل پاک سے
کیا باخبر رمزِ ادراک سے

تو نزدیکتر برکتوں سے رہا
نہ محروم کُل نعمتوں سے رہا

مگر التفا تو نے اُن پر نہ کی
اطاعت مری تو نے خود سر نہ کی

خطا کا ہوا مرتکب ایک دم
نکال اپنا جنّت سے باہر قدم

غرض پھر بچشم زدن ناگہاں
یہ آئے زمیں پہ با آہ و فغاں

رہے اک جگہ یہ با آرام پھر
سراندیپ و لنکا ہوا نام پھر

ہوئیں آ کے جدّے میں حوّا مقیم
رہی رنج سے اُن کی حالت سقیم

جو دونوں کو آہ و بُکا سے تھا کام
نہ کھایا تھا چالیس دن تک طعام

معافی کے طالب تھے باہم وہاں
رہے تھے دو صد سال گرمِ فغاں

بشرم و حیا تین سو سال تک
نہ دیکھا تھا زنہار سمتِ فلک

وہ دل میں خجل اور پشیمان تھے
خطا اُن کے ہر وقت اوسان تھے

وہ کرتے پئے عفو تھے گو دُعا
ولیکن تھی بے کار وہ التجا

وہ پھر رمز بخشش کو پہچان کر
وسیلہ محمدؐ کا گردان کر

جو تھا کوہ عرفان نامی کوئی
بصد عجز جا کر دُعا واں پہ کی

تو پھر وہ دُعا ہو گئی مستجاب
ہوئے اپنے مطلب پہ یہ کامیاب

ملیں بی بی حوّا بھی آ کر وہیں
کہ رہتی تھیں ہر وقت اندوہگیں

معافی سے دونوں ہی تھے شاد شاد
سراندیپ میں آئے پا کر مُراد

وہ آ کر زراعت کے پھر سر ہوئے
کہ تھے جبرائیل اُن کے رہبر ہوئے

ہوئے نہ صد و شصت سال ان کو جب
عدم کو گئے پاتے ہی حکم رب

مبارک ہوا جمعہ کا روز تھا
نماز اُن کی واں شیث نے کی ادا

کوئی کوہ تھا بو قبیس اک کلاں
ہوئے دفن واں پر زرے و نشاں

گیا ایک سال اُن پہ جبدم گذر
تو حوا بھی اُن کی ہوئیں ہمسفر

وہ مدفون وہاں نزدِ آدم ہوئیں
علائق سے دنیا کے بے غم ہوئیں

ذکر قابیل و ہابیل فرزندان حضرت آدم علیہ السلام

گذر جبکہ دنیا میں آدم کا تھا
تو منشا خداوندِ عالم کا تھا

کہ دنیا میں ان کی قوی یادگار
برسمِ تقرر رہے استوار

بفرمانِ خلّاقِ کون و مکاں
ہوئے اُن پہ اسباب پھر یہ عیاں

کہ جب ہو چکی دشت گردی تمام
قبول اُن کی توبہ ہوئی لاکلام

تو شکلِ توالد تناسل جو تھی
وہ پھر اس طریقہ سے ظاہر ہوئی

کہ دونوں وہ زوج اور زوجہ جو تھے
انہیں دونوں کی لپشت اور بطن سے

پسر اور دختر بنا زوجِ غم
عیاں واں یہ ہونے لگے پھر توام

جو حوّا تھیں اُن کا بچے یادگار
ہوا واں یہ وضعِ حمل بست بار

رہے اس کی تشریح پر اب نظر
کہ یارا ہوا فہام و تفہیم پر

لکھا ہے کہ دنیا میں آدم نبیؑ
بسر جبکہ کرنے لگے زندگی

تو پھر پانسو سال کی عمر میں
سرِ فکر و گر تھی نہ لاحق اُنہیں

بحکمِ خداوندِ جن و بشر
توام بطنِ حوّا سے دختر اور پسر

تولّد ہوئے شکل پر ان کی واں
تو آدم نے بھی ہو کے پھر شادماں

اُسی وقت تھا قابیل و اقلیمیا
رکھے نام اُن کے بحکمِ خدا

گئے ہفت سال اُنپہ جبدم گذر
تولّد ہوئی ایک دختر اک پسر

یہودا و ہابیل نام اُن کے واں
رکھے آپنے پھر برسمِ جہاں

قریب اُن کی جبدم جوانی ہوئی
نبیؑ آپ کو شادمانی ہوئی

یہ چاہا کہ چاروں کی شادی کا رنگ
جمائیں وہاں پر زروّئے اُمنگ

مگر مصلحت سے بصدق و صفا
طریقہ یہ اُسوقت شادی کا تھا

کہ اوّل شکم کا اگر ہو پسر
تو دُخترِ شکم دومی سر بسر

بہم منعقد اُس سے ہو شوق سے
یہی رسم کچھ روز جاری رہے

اسی طرح دُخترِ شکم اوّلیں
شکم دوسرے کا پسر بعد ازیں

رہیں منعقد واں پہ شام و پگاہ
کہ ظاہر اسی میں ہے شکل نباہ

غرض کرکے بشاش پھر اپنا دل
کیا عزم یہ آپ نے مستقل

کہ قابیل اپنا پسر ہے کلاں
لیوداسے وہ منعقد ہو یہاں

اسی طرح ہابیل داقلیمیا
بہم منعقد ہوں بصبر و رضا

ولیکن وہ قابیل اس عقد پر
نہ مائل تھا اقلیمیا کے تھا سر

اسی پہ بنائے خصومت بڑھی
جہالت بڑھی اور عداوت بڑھی

ہدایت یہ کی آپ نے پھر اُنہیں
کہ نذر اور قربانی وہ مان لیں

ہو منظور قربانی جسکی ابھی
تو اقلیمیا ہو اُسی مرد کی

ہوئی شرط دونوں کو دل سے قبول ۔ کیا شوق سے اُس کا ساماں حصول

طریقہ جو اُس وقت تھا نذر کا ۔ وہ آدم نے بتعلیم اُن کو کیا

کہ جو نذر ہو وہ سرِ کوہ پر ۔ برابر رکھیں جا کے دونوں پسر

پھر آتش سفید اُنپہ آکر گرے ۔ جو نذرانۂ حق کو غائب کرے

وہ ہو اُس کی مقبولیت کا نشاں ۔ سمجھ لیں بہم مل کے ہر دو جواں

نہیں برق جسپر گرے بالیقیں ۔ تو مقبولیت اُس کی ہرگز نہیں

یہ سنتے ہی دونوں نے تعجیل سے ۔ رکھا مشغلہ اُس کی تکمیل سے

اُسی وقت اک ایک دُنبہ لیا ۔ تھا ہمراہ گندم کا اک ٹوکرا

سرِ کوہ پر جا کے رکھا اُسے ۔ رہے منتظر مژدۂ غیب کے

کہ آتش سفید آسماں سے گری ۔ دکھا کر کرشمہ کی جلوہ گری

کیا نذر ہابیل کو گم شتاب ۔ ہوا حالِ قابیل اُس سے خراب

بڑھا یک بیک اُسکا رنج و الم ۔ شقاوت کا بھرنے لگا پھر وہ دم

دکھا کر غرض موقعہ ناگزیر — جو تعلیم شیطاں ہوئی دستگیر

تو اغوا سے اُس کی بلا خوف و باک — کیا اُس نے ہابیل کو خود ہلاک

ہلاک اُس کو کرتے ہی وہ بے خطر — اُٹھائے ہوئے لاش کو دوش پر

سوئے دشت و صحرا گیا ناگہاں — یہ چاہا نظر سے ہو لاش اب نہاں

ولیکن جو تدبیر کچھ دفن کی — سر دست اُسے سوجھتی ہی نہ تھی

تو حق نے اُسے بہر اخفائے راز — بتایا وہاں عقل کا امتیاز

کہ دو زاغ آ کر ہوئے رہنما — ہلاک ایک اُن میں سے لڑ کر ہوا

زمیں اک نے پنجہ سے پھر کھود کر — کیا دفن اُس لاش کو جلد تر

یہ آیا نظر جب تماشا اُسے — تو نادم ہوا وہ حمق اپنے سے

جو اُس وقت کاندھے پہ یہ لاش تھی — وہ جلدی سے زیر زمیں دفن کی

ہوا سخت تھا ارتکاب قصور — قصاص اُس سے لینا ہوا تھا ضرور

خبر اس کی پاتے ہی با صد محن — گیا وہ بسمت زمین یمن

یہاں ہے یہ اسم یمن سے مُراد | کہ پہنچا جہاں پر تھا وہ بدنہاد
یمن کا کیا قصہ یہ آباد تھا | تفکّر تو ہم سے آزاد تھا
مگر حضرتِ آدمِ نامور | جو غم میں پسر کے تھے خستہ جگر
نہ ظاہر میں فرحت کی تھی کچھ سبیل | کہ آئے فلک پر سے پھر جبرائیل
کہا ہنسکے مژدہ ہو تم کو نبی | یہ فرمانِ حق ہے پئے آگہی
کہ ختم اب زمانہ ہوا رنج کا | کروں تم کو فرزند ایسا عطا
کہ نسل اسکی سے ہو زراہِ سُرور | محمدؐ نبی کا جہاں میں ظہور

ذکر حضرت شیث علیہ السلام ابن حضرت آدم علیہ السلام

غرض یہ کہ ہابیل پر پنج سال | نہ پورے ہوئے تھے برنج و ملال
کہ حضرت کے گھر میں بطرز نکو | تولّد ہوئے شیث فرخندہ خو
جو مشہور یہ شیث کا لفظ ہے | ضرورت سے عبری زباں میں لئے
عوض کے معانی میں بے اختلاف | کہا کرتے تھے ازرہ اعتراف

مگر عادِ میموں یہ رکھتے تھے نام
عبادت ریاضت سے تھا انکو کام

ہوئے تھے جو انپر صحیفے نزول
وہ پنجاہ تک تھے بچندیں اصول

نجوم اور ساعات پر ہر زماں
انہیں دسترس تھا بخوبی وہاں

اسی طرح تھا علم طوفاں نہیں
تھا ادراک و فہم فراواں انہیں

انہیں یادِ معبود پر تھی نظر
تھے فریاد و زاری میں شام و سحر

ہوئے دعوتِ دیں پہ تھے مستقل
منوّر تھا انوار سے ان کا دل

کٹی وعظ اور پند میں عمر تھی
ہوئے نوسو بارہ برس منتہی

تو پھر یہ پئے سیر باغ ارم
گئے عالمِ فانی سے ایک دم

یہ رکھتے جہاں پر تھے اپنا قیام
بلاغہ ہوا اُس جگہ کا تھا نام

ہوا وہ مقام ان سے آباد تھا
طریق ان کو سمورری کا یاد تھا

ذکر حضرت انوش علیہ السلام ابن حضرت شیث علیہ السلام

جو فرزند نامی تھے واں شیث کے
وہ واقف تھے ساعات و تاریخ سے

باسم انوش اُن کو خاص و عوام / وہاں یاد کرتے تھے با احترام

کیا تھا یہ پند اپنی اولاد کو / کہ جب زور پر آبِ طوفان ہو

تو تابوتِ حوّا و آدم جو ہیں / تصرّف میں لیکن زمیں سے نہیں

بجالا کے تعظیم با صد ادب / حفاظت میں رکھنا یہ ہے حکم رب

غرض آٹھ سو سال کی عمر تھی / کہ سمتِ عدم ان کی رحلت ہوئی

جو ظاہر سکونت کی تھی سرزمیں / مروّج کیا تھا وہاں اپنا دیں

کہ بعد اُن کے آخر برمزِ کلام / زمیں کا ہوا نام واں مُلکِ شام

ذکر حضرت قینان علیہ السلام ابن حضرت انوش علیہ السلام

انوش اپنا رکھتے تھے نامی پسر / وہ تھا اسم قینا سے موسوم تر

پدر کی جگہ اُس کو مسند ملی / تو اولاد کو پھر وصیّت یہ کی

کہ پھیلی جو اولاد قابیل ہے / نہیں دوستی اُس سے ہرگز رکھے

نہ مخلوق پر مثل اُس کے ذرا / طریقہ مروّج رکھے ظلم کا

ولیکن تھی اولاد کُل ناخلف   پراگندہ ہو ہو گئے وہ ہر طرف

ملی اُس سے جاتے ہی بے احتشام   کیا شوق سے شرب خمر اختیار

نہیں نیک و بد میں تھی اُسکو تمیز   رکھا پھر زنا کو بھی دل سے عزیز

ہوئے کوہ جبر موز پہ یہ اُمور   گناہوں کا پہنچا اثر دُور دُور

گذر جب گئے نہ صد و بست سال   تو قینان کا بھی ہوا انتقال

ذکر مہلائیل بن حضرت قینان علیہ السلام

پسر تھا جو قینان کا اک کلاں   کہ تھا مہلائیل اسم اسکا وہاں

نہ فیض پدر سے تھا وہ بہرہ مند   اُمورات لہو و لعب تھے پسند

وہ رکھتا تھا اولاد بھی بے ادب   یہ راغب تھی کارِ شیاطیں پہ سب

اُٹھایا فساد اُس کی ہمراہ خوب   کئے آشکارا تمامی عیوب

جو اولادِ قینان و قابیل تھی   بڑھا کہ کثیر اُس سے واں دوستی

زنا اور جبّاریٔ و ظلم پہ   کسی اُس نے مضبوط اپنی کمر

تولا چار اولادِ آدم سے چند
جو مردم تھے نام آور و سربلند

ہتیل بن شیث انمیں اک مرد تھا
مہذب تھا جرأت میں بھی فرد تھا

بنایا سبھوں نے اُسے بادشاہ
بڑھا کر بچشم زدن پھر سپاہ

عیاں کر کے ہمّت کا جرأت کا رنگ
فنا زانیوں کو کیا بے درنگ

ہوئے ایک سو اور نوّے برس
تو پھر مہلائیل نے لیکر ہوس

گیا دار فانی سے با صد ملال
ہوا اُسکے لہو و لعب کا زوال

مدائن میں مدفون کیا تھا اُسے
کہ قریہ تھا وہ اُسکے ہی نام سے

ذکر یارد ابن مہلائیل

لکھا ہے مورخ نے بہر نشاں
کہ اولادِ آدم سے با عزّ و شاں

جو دُنیا میں اوّل ہوا بادشاہ
رکھی تخت میں اپنے فوج و سپاہ

ہتیل بن شیث ابن آدم ہی تھا
ممالک میں تھا اُس کا شہرہ ہوا

مگر پھر کیومرث عالی وقار
جہاں میں قوی تر ہوا شہریار

وہ رکھتا وہاں نام کلشاہ تھا
ہوا ایک نامی شہنشاہ تھا

عجم پر تھا اُس کا تسلّط مدام
ممالک لیئے تھے بصد انتظام

ہوئی تھی ابھی رحلت مہلائیل
کہ راہی عدم کو ہوا پھر ہتیل

مگر مہلائیل ایک نامی پسر
گیا تھا بر سیم جہاں چھوڑ کر

وہ موسوم واں اسم بارد سے تھا
مقرر پدر کی جگہہ پہ ہوا

ہوئے ایک سو اور چالیس سال
تو دنیا سے اُس نے کیا انتقال

بہم مل کے اُس کو بھی مخلوق نے
کیا وقت پاس اُسکے ہی باپ کے

ذکر برد ابن بارد

پسر برد بارد کا تھا اک کوئی
اُسے باپ کی جب حکومت ملی

تو کچھ مردموں نے پئے کاروبار
جُدا گانہ کی پھر زمیں اختیار

وہ ہو ہو کے القاب سے بہرہ ور
بغاوت کی راہوں پہ آئے اُتر

کوئی سالیارس تھا نام اک جری
اطاعت پہ خلق اُسکی راضی ہوئی

چہل سال اُسکو ہوئے تھے وہاں	کہ آیا زوال اُسپہ بھی ناگہاں
رہی برد کی بھی نہ فرمانروی	دو صد سال بعد اُسکے رحلت ہوئی
زمیں میں وہ طائف کی مدفون ہوا	کیا اُس کو آباد اُس نے ہی تھا

ذکر اخنوخ یعنی حضرت ادریس علیہ السّلام

جو اخنوخ نامی پسر برد کے	علوم و ہُنر پہ تھے حاوی ہوئے
انہیں کے تلمّذ سے پاکر مُراد	بڑھا اہلِ یونان کا تھا اعتقاد
یہ دیتے تھے درس اُن کو صبح و مسا	لقب اسلیئے ان کا ادریس تھا
ولیکن یہ رکھتے تھے اخنوخ نام	یہ زندہ فلک پر گئے لاکلام
بدوشں ملک یہ کیا تھا سفر	طویل ان کے احوال کی ہے خبر
اسی واسطے ان کا کل ماجرا	یہاں نظم میں مختصر ہے لکھا

ذکر متلوشلخ ابن حضرت ادریس علیہ السّلام

جو فرزند نامی تھے ادریس کے	تھے موسوم اسمِ متوشلخ سے

ستایش میں خالق کی تھے روز و شب	ہوئے نہ صد و یازدہ سال جب
تو پہنچے عدم کو بقصد اشتیاق	کیا اُن کو مدفون بملک عراق

ذکر لمک ابن متوشلخ

متوشلخ کا ایک نامی پسر	باسمِ لمک تھا جو مشہور تر
وہ اُس وقت تھا صاحب احترام	لیا اُس نے کرماں حجاز اور شام
کوئی بوق نام اُس کا فرزند تھا	اُسی سے تھا ایجاد بربط ہوا
یہ رہتا تھا اُنس پسر میں خموش	نہ تھا انتظامِ ممالک کا ہوش
گیا بوق دنیا سے سمتِ بقا	تو رنج و الم اسکو لاحق ہوا
اسی حال میں اسنے بربط کلاں	بیادِ پسر اک بنا کر وہاں
پھر اپنے گلے میں اُسے ڈال کر	نکل سمتِ صحرا گیا بے خطر
مگر زندگی پر اُسے دسترس	رہا ایک سو اور ستّر برس

ذکر حضرت نوح علیہ السلام ابن لمک

لمک کے پسر حضرتِ نوح تھے	نہیں ہوئے کام انکے مفتوح تھے

ہوئی عمر جب تین سو سال کی — فلک سے وحی ان پہ نازل ہوئی

یہ کرتے تھے تلقین بشام و سحر — مگر قوم تھی مستقل کفر پر

گذر جب گئے نو سو پنجاہ[950] سال — نہ اسلام لایا کوئی بدخصال

وہ کفر و ضلالت سے تھے پُر سرور — ہوئے جادۂ راستی سے تھے دُور

تھی اُن سب کو یزداں پرستی سے ضد — ہوئے بُت پرستی کے تھے معتقد

لکھوں نام اُن کے بتوں کے یہاں — کہ قرآں میں ہے ذکر اُن کا عیاں

یعوق[1] و یغوث[2] اور نسر[3] و سُواع[4] — وہ پنجم تھا وَدّ یہ رہے اطلاع

یغوث اُن میں تھا شیر کی شکل پہ — یعوق اپنا رکھتا تھا گھوڑے کا سر

ہوئی نسر کی شکل کرگس کی تھی — مگر وَدّ کی صورت تھی کُل مرد کی

بُتِ پنجمی صورتِ زن پہ تھا — تھا زیور سے ہر وقت آراستہ

وہ سب ان بتوں سے ہی خورسند تھے — بتاتے انہیں کو خداوند تھے

یہ کہتے تھے وہ نوح سے دوبدو — کہ فی الواقعی گر پیمبر ہے تو

تو اپنے خدا سے یہ کر التجا ‏ ‏ ‏ کہ ہم کو چکھائے مزہ موت کا

مگر اسپہ بھی نوح واں پئے بہ پئے ‏ ‏ ‏ بدستور جاتے ہر اک گھر پہ تھے

سکھاتے تھے بات اُن کو توحید کی ‏ ‏ ‏ اٹھاتے تھے ترکیب تمہید کی

غرض جبکہ یہ مجمع عام میں ‏ ‏ ‏ کیا کرتے تھے دعوتِ دیں اُنھیں

تو برسا کے پتّھر وہ خانہ خراب ‏ ‏ ‏ کیا کرتے تھے ان کو زخمی شتاب

یہانتک کہ ہوتے تھے یہ نیمجاں ‏ ‏ ‏ پڑے رہتے تھے پتھروں میں نہاں

گذرتا تھا دن اور آتی تھی شب ‏ ‏ ‏ تو پھر جبرائیل آکے باصد ادب

بشرم و حیا ازرہِ انفعال ‏ ‏ ‏ انہیں لیتے تھے پتّھروں سے نکال

یہ آتے تھے کچھ ہوش میں جب ذرا ‏ ‏ ‏ تو کرتے تھے پھر ذکر تلقین کا

ہوئی قوم عصیاں پہ تھی مُستقل ‏ ‏ ‏ لگاتی نہ تھی وعظ پر ان کے دل

ہوئے آخرِ کار پھر یہ تبنگ ‏ ‏ ‏ مٹا کر ترحم تکلم کا رنگ

بڑھی شیطنت تھی جو ہر ایک کی ‏ ‏ ‏ خُدا سے ہوئے اس طرح مُلتجی

کہ اے خالقِ کُل زمین و زماں
یہ کفّار رہیں جس قدر اب یہاں

نہیں دعوتِ دیں ہے انکو پسند
یہ کرتے ہیں انگشت سے کان بند

کچھ اس طرح ثابت قدم کفر پر
ہوئے ہیں تمرّد سے یہ بدسیر

کہ مجبور و عاجز ہے مجھ کو کیا
ہوا ان سے سر ہے پریشاں مرا

ہوئی ان سے حالت مری زار ہے
خدایا تو قہّار و جبّار ہے

فنا کر تو ان کو مرے کردگار
مٹا دے تمام ان کا ملک و دیار

زمیں پہ نہ چھوڑ ان کا کوئی مکاں
یہ ذلّت سے برباد ہوں سب یہاں

اگر یہ سزا یابِ کردار ہوں
تو دل سے مرے دور افکار ہوں

دُعا کا تھا کرنا کہ یکبارگی
ہوا اُن کا سامانِ آوارگی

خداوند نے دی انہیں یہ خبر
کہ اے میرے محبوب تو غم نہ کر

راضی ہوں ہرگز ترے غم سے میں
مٹاتا ہوں ان سب کو عالم سے میں

کروں تیری خاطر وہ طوفاں بپا
کہ کُل مرد و زن سہلے کرب و بلا

سراپا بطغیانی موج آب
روانہ ہوں سمت جہنّم شتاب

نہ ادنیٰ رہے اور نہ اعلیٰ رہے
ولیکن ترا بول بالا رہے

نہیں تجھکو زنہار پہنچے ضرر
ترے اہل و اُمّت تری بیخطر

حفاظت سے کشتی ہی میں زندگی
گذارے بآرام و خورسندگی

غرض نوح کے جبرائیل امیں
بنے تھے جو حکم خدا سے مُعیں

اشارہ سے اُن کے پئے احتیاج
ہوئی ان سے واں تخم ریزیٔ ساج

گئے بست سال اُسکو جسدم گذر
مکمّل ہوا آخرش وہ شجر

تو حکم خداوند سے نوح نے
تراشا شجر جذبۂ شوق سے

عیاں کرکے صنعت گری کا نشاں
بنائی وہاں اُس سے کشتی کلاں

حفاظت کی خاطر بکوشش قوی
ملا اُسپہ پھر روغنِ قیر بھی

کہ وہ ریزش آب سے سر بسر
رہے واں پہ محفوظ شام و سحر

بجز اسکے کچھ چوبِ شمشاد کے
جو ٹکڑے تھے پھر ضرورت کئے

تو پھر اُن سے تابوت دو بید زنگ
بنائے وہاں پر زرُوئے اُمنگ

جو اجسام حوّا و آدم نبی
زمیں میں تھے وقت ایک مدت سے ہی

تسلّط میں لیکر اُنھیں برملا
جو تابوت تھے اُن میں لاکر رکھا

ازاں بعد پھر جبرائیل آنکہ
لوالائے ہر قسم کے جانور

وحوش و طیور و درند و گزند
کئے جُفت در جُفت کشتی میں بند

نمایاں ہوا پھر غضب کا نشاں
ہوا اُبل تنوروں سے پانی رواں

وہ فوّارۂ تند ہو کر بلند
دکھانے لگے صورتِ پُر گزند

لگاتار پھر جھم کے بارش ہوئی
چمکنے لگی ہر طرف برق بھی

وہ منکوحہ زن آپ کی داعلہ
ہوا الکفر کا جسپہ اطلاق تھا

بجز اُس کے فرزند کنعاں بنام
کہ کہنے میں ابلیس کے تھا مدام

نہ زنہار کشتی میں داخل ہوئے
جہالت سے ہر دم یہ کہتے رہے

کہ چڑھ جائینگے ہم سر کوہ پہ
نہیں واں یہ پہنچیگا ہم کو ضرر

زبانوں پہ جاری تھا لاف و گزاف — نہ ایمان لانے پہ تھا اعتراف

کہ ناگہ ہوا آبِ طوفاں کا زور — اُچھلنے سے اُسکا بڑھا زور و شور

خطرناک اُس کی ہر اک موج تھی — تموّج کی شاں بر سرِ اوج تھی

یہ دونوں تھے مصروفِ گفت و شنید — کہ پانی کی اک موج آئی جدید

بہا لیگئی ان کو با حالِ زار — بڑھا دل میں حضرت کے پھر انتشار

بلک کر کہا اے خدائے جہاں — پسر یہ مری اہل سے ہے عیاں

کیا تو نے وعدہ ہے ربِّ کریم — رہینگے حفاظت میں تیرے ندیم

نہ ہوگا تری اہل کو کچھ ضرر — بپا گرچہ طوفاں ہو شام و سحر

ہمیشہ سے صادق ہے وعدہ ترا — تری ذات کا ہے مجھے آسرا

بچا یاں یہ فرزند کو تو مرے — نہ آزار طوفاں سے پہنچے اُسے

اُسی وقت آیا یہ فرمانِ رب — کہ دل میں نہ رکھ اسکی اُمید اب

تری اہل سے وہ نہ زنہار ہے — رہا اُس کا شیطاں سدا یار ہے

ہوئے ناسزا کام اُس سے ظہور
یقیناً تری اہل سے ہے وہ دُور

غرض تھی وہ کشتی عریض و طویل
فراخیؔ و وسعت تھی اُسکی کفیل

جو طول اُس کا تھا وہ بلا شبہ شک
گزوں میں تھا کُل چھ سو پنجاہ تک

اسی طرح سے تین سو تیس کا
گزوں میں ہوا کُل عرض اُسکا تھا

بلندی چہل گز کی تھی آشکار
ہوئے نصب تختے تھے چندیں ہزار

ہوئے تین طبقے تھے اُسکے عیاں
وہ اعلیٰ تھے اور اسفل و درمیاں

مگر طبقۂ اوّلیں تھا بلند
ہر اک قسم کے تھے طیور اسمیں بند

جو تھا طبقۂ وسط اُس میں سبھی
بلا فکر و تشویش تھے آدمی

مگر طبقۂ اسفلیں تھا بزرگ
وحوش و دواب اُسمیں تھے اور گُرگ

غرض یہ کہ چالیس دن رات تک
رہی خوب بارش بزیر فلک

وہی چشمۂ آب سے تا بیا
زمیں سے برابر اُبلتا رہا

عمارات کُل اور اُس کے مقیم
ہوئے غرق سب با عذاب الیم

وہ وحشت نما رات تاریک تر | تباہی کی دیتی تھی باہم خبر
گذر چھ مہینے کی مدت گئی | وہ طوفاں کی حالت کمی پر ہوئی
تو پھر آپ نے زاغ کو بر ملا | خبر لانے پر واں مقرر کیا
ولیکن نہ تعمیل کی زاغ نے | نہ لایا خبر وہ کسی نہج سے
تو حضرت نے از راہِ ناراضگی | اُسی وقت یہ بد دعا اُسکو دی
کہ پھٹکارا ہو اُسپہ لیل و نہار | ہر اِک اُسکو سمجھے ذلیل و خوار
ہوئی جب یہ کوّے کی ذلت عیاں | تو ڈرکر کبوتر نے آخر وہاں
پیمبر کے ارشاد سے جلد تر | کُشادہ کیئے اپنے واں بال و پر
وہ پرواز کرکے بروّئے ہوا | کسی سمت چشم زدن میں گیا
لیئے چونچ میں برگِ زیتون چند | پلٹ آیا تعجیل سے بے گزند
تو حضرت یہ سمجھے اُسے دیکھکر | کہ پانی سے نکلے درختوں کے سر
ہراساں جو کشتی میں تھے مرد و زن | ہوا دُور اُن سب کا رنج و محن

اسی طرح سے پھر کبوتر سدا
خبر تازہ ہر روز لاتا رہا

جو رحبت کسی روز اُس کی ہوئی
تو پنجوں میں تھی اُس کے کیچڑ لگی

ہوا دیکھ کر اُن سبھوں کو سُرور
وہ سمجھے ہوئے دن خزاں کے یہ دُور

بفضلِ خدا آئی فصلِ بہار
نہاں ہوگئی صورتِ انتشار

اُسی وقت حضرت نے پیشِ خدا
کبوتر کے حق میں یہ کی پھر دُعا

کہ مقبولِ دل ہو خلائق کا یہ
شناور رہو بحرِ حقائق کا یہ

ہر اک دل میں اُنس اسکا پیدا رہے
دلِ مردماں اسپہ شیدا رہے

مقام ایک تھا کوہ جودی کوئی
وہ کشتی وہاں پہنچتے ہی رُکی

ہوئے سب اُسی جائے پہ ہی مُقیم
دلوں سے وہ جاتا رہا خوف وبیم

پھر آخر کو معمور قریہ کیا
وہ موسوم ثوق الثمانیں سے تھا

کہ ہمراہ حضرت کے اسّی نفر
زن و مرد کشتی میں تھے ہمسفر

بسر کر کے کچھ دن بلا خوف و باک
وہ طاعون سے ہوگئے سب ہلاک

فقط نوح اور زوجۂ نوح بھی — بجز اُن کے فرزند اُن کے کئی

کہ وہ سام اور یافث و حام تھے — رہے واں پہ زندہ باآرام تھے

رہیں ذی حیات اُنکی تھیں بیبیاں — ہوا خلق پھر اُن سے باقی جہاں

رہے زندہ تھے کُل وحوش و طیور — رہے صدمۂ موت سے تھے وہ دُور

غرض حضرتِ نوح نے ملک شام — بفرس و عراق و خراساں تمام

دیا سام کو واں بجود و کرم — کہ فرزندِ اوّل تھا وہ محترم

جو یافث تھا ثانی پسر آپ کا — اُسے چین و سقلاب و توراں دیا

کیا سندھ و حبش حام پر برقرار — کہ لطفِ اتم اُسپہ تھا آشکار

ممالک کی معموریت جب ہوئی — تو قائم ہوئے اُن کے پھر نام بھی

مشیت خداوند کی تھی عیاں — ہوئے فوت نوح نبی پھر وہاں

وہ بیت المقدس میں مدفون ہوئے — برس نو سو پنجاہ تھے عمر کے

جو قرنوں کے اِس نظم میں نام ہیں — ہوئے درج وہ بہر افہام ہیں

کہ اولادِ آدم کی کوشش سے سب | ہوئے نامزد تھے بہر روز و شب

ذکر سام فرزند اوّل حضرت نوح علیہ السّلام

کتابوں میں تحریر ہے یہ خبر | کہ سام اوّلیں نوح کا تھا پسر
وہ رکھتا تھا فرزند ننّانوے | مگر ہفت نامی پسر اُنمیں تھے
کلاں اُن میں ارفخشذِ ارجمند | ہوا متّصف تھا باوصاف چند
دگر تود و یود او قحطان و عاد | اِرم اور قبطہ تھے عالی نژاد
جو افغان و اہل عرب ہیں سبھی | یہ دونوں ہیں اولادِ ارفخشذی
دگر تود تھا نامی و نامور | کیومرث تھا اُسکا اوّل پسر
ہوا وہ پسر بادشاہِ عجم | کیا اپنا افزوں حشم اور خدم
جو نمرود تھا صاحب عزّ و شاں | وہ نسلِ ارم سے ہوا تھا عیاں
تھی قبطہ سے کل قوم قبطی ہوئی | ہوئی عاد سے عاد کی قوم تھی

ذکر یافث پسر دوم حضرت نوح علیہ السّلام

جو یافث تھا دیگر پسر نوح کا | گیا وہ شمال اور مشرق کو تھا

وہ رکھتا تھا تین اپنے نامی پسر
مگر ترک و چیں دو تھے مشہور تر

وہ چغتائی و اُزبک و ترکماں
مغل اور ترک از رہ عز و شاں

جو کثرت سے ملکوں میں آباد ہیں
اُسی ترک نامی کی اولاد ہیں

بسا چین سے چین کا ملک تھا
ولیکن جو فرزند تھا تیسرا

ہر اک اہل سقلاب و تاجیک و غور
کہ در اصل تھے یہ سبھی اہل زور

ہوئے نسل سے اسکی تھے آشکار
جدا گانہ ہر قوم کا تھا شعار

ذکر حام فرزند ثالث حضرت نوح علیہ السلام

مگر نوح کا حام ثالث پسر
پسر اپنے رکھتا تھا چھ نامور

وہ تھے ہند و سندھ اور ہرمز بنام
تھے افرنج و حبش انمیں مشہور عام

انہیں کی تھی ملکوں میں شہرت عیاں
بسی ان کی کوشش سے تھیں بستیاں

جو اوّل پسر حام کا ہند تھا
وہ باعث تھا معموری ہند کا

اسی طرح یہ کوشش سندھ سے
بسے سندھ و ملتان و ٹھٹھہ تمام تھے

پسر چار تھے ہند کے پُرجلال
دکن پورب و بنگالہ اور نہروال

اُنہیں طالع بخت کی تھی مدد
کیئے ملک ناموں پہ تھے نامزد

دکن کے پسر تین صاحب اُمنگ
مرہٹ و کنہر نام تھے اور تلنگ

ہر اک انمیں تھا صاحب عقل و داد
ہوئے ان سے معمور شہر و بلاد

مگر نہر وال ایک نامی جو تھا
تھے فرزند تین اُس کے اہل وغا

بھروچ اولیں دوسرا کنباج
ہوا تیسرا اُن میں تھا مالراج

پسر بنگ کے نامی نامی جو تھے
بسے اُن سے تھے شہر بنگال کے

پسر ہند کا تھا جو پورب بنام
پسر تھے جہل اُسکے عالی مقام

جو پھیلی پھر اولاد اُن کی کثیر
تو باہم ہوئے اُن میں برنا و پیر

بتدبیر کامل سبھوں نے شتاب
اُنہیں میں سے مرد اک کیا انتخاب

پہنا کر اُسے حکمرانی کا رخت
بنایا وہاں مالک تاج و تخت

ملا تخت اُسکو تو پاکر سرور
کیئے اُس نے آغاز مُلکی اُمور

رعونت کا پہلے سے بھرتا تھا دم
فراواں کیا پھر حشم اور خدم

باسمِ کشن نامزد تھا وہاں | سکونت تھی ملک اودھ میں عیاں

جو ہے حصۂ دومی برقرار | بیاں اُسکا ہے اُسمیں تفصیل وار

منوچہر کا اور فریدوں کا ذکر | لکھا ہے کہ تھی ہند کی اُن کو فکر

اشارہ ہے سندبرج گرشسپ کا | کہ آیا تھا وہ بہرِ جنگ و وغا

وہ سام نریمان وہ رُستم بنام | تھے گُردانِ نامی ذوی الاحترام

وہ آئے پئے جنگ تھے ہند پر | لکھی اُن کی آمد کی ہے کُل خبر

جو شنکل قوی راجۂ ہند تھا | کہ مالک تھا اک فوجِ جرّار کا

بڑی اُسکی اتراک سے جنگ تھی | شکست اُس نے تھی گرچہ پیرانکو دی

تو ہو کر خبردار افراسیاب | گر آکے پھر ہند پر تھا شتاب

شکستہ تھا شنکل کا لشکر کیا | تھا کُشتہ ہر اک اُس کا افسر کیا

لکھا ہے یہ سارا بیاں بیدرنگ | دکھایا ہے خوب اس لڑائی کا رنگ

سکندر کا حملہ لکھا ہے سبھی | ہوئی ہند کی اُس سے ہے ابتری

جو آیا ہے لشکر لیئے اردشیر
ہوا اُس سے ترساں ہر اک دلیر

جو بہرام گور اک شہنشاہ تھا
کہ تھا ہند میں خفیہ آیا ہوا

کیا فیل پست اُسنے تھا ایکدم
کیا حال اُس کا ہے زیرِ قلم

اسی طرح ایراں سے پھر بعد ازاں
گھسی آ کے تھی فوجِ نوشیرواں

کیا اُس کا احوال تحریر ہے
چلی ہند پر سب کی شمشیر ہے

کیا ذکر ہے بکرماجیت کا
بیاں اُسکی ہے رسم اور ریت کا

لکھا ذکر ہے راجۂ بھوج بھی
حقیقت لکھی کُل ہے راٹھور کی

غرض قابلِ دید ہیں واقعات
کھنچے خوب ہیں جنگ کے نقشجات

یہ جبوقت کُل حصہ چھپ جائیگا
تو حصہ دگر طبع میں آئے گا

اثر اپنا ڈالے گا وہ لاکلام
لُبھائیگا کل ناظریں کو مُدام

اگر ہے یہ منظورِ پروردگار
تو چھپنا نہ مشکل ہے یہ زینہار

خداوند وہ دن نمایاں کرے
کہ ہر حصۂ شاہنامہ چھپے

اِس کتاب کا

دوسرا حصّہ

بھی تیار ہے۔ اور اس کی قیمت بھی
چار آنہ ہے۔ ہر مہینہ اِس کتاب کے
دو حصے شائع ہوا کریں گے۔ اور
ہر حصّہ چار آنہ کا ہوگا۔